بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

انجکشن

سے

روزہ نہیں ٹوٹتا

اس کتابچہ

میں ثابت کیا گیا ہے کہ روزہ کی حالت میں رگ یا گوشت میں انجکشن لگوانے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں ہوتی کیونکہ انجکشن کی دوا معدہ میں نہیں جاتی ہے اسلئے یہ کھانے یا پینے کے حکم میں نہیں ہے لہذا اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(مولانا) فیض الرحمٰن صاحب فیض مفتی و شیخ الحدیث جامعہ اثریہ دار الحدیث مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظمگڈھ

(تاج آفسٹ پریس الہ آباد)

بار دوم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مسلمان بھائیو! ہر سال رمضان المبارک میں یہ سوال آتا رہتا ہے کہ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے روزہ کی حالت میں رگ یا گوشت میں انجکشن لگوالیا تو اس کا روزہ صحیح ہوا یا نہیں؟

یہ اور اس قسم کے سوالات بعض الحدیث اشتہار سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کی وجہ سے عام لوگوں کی زبانوں پر جاری ہیں اور اکثر تحریری سوالات بھی ہمارے پاس آتے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مختصراً، عام فہم اور سلیس عبارت میں اس مسئلہ کی نوعیت ظاہر کر دی جائے تاکہ عوام میں جو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ دور ہو جائے۔

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ شریعتِ محمدیہ میں روزہ ایک عظیم الشان عبادت ہے جو ہر عاقل و بالغ تندرست اور مقیم مسلمان پر رمضان المبارک کے مہینہ میں فرض کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کر دیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تاکہ تم تقویٰ شعار ہو جاؤ) صیام اور صوم کا معنی لغت عرب میں ہے رُک جانا، اور شریعتِ اسلامیہ میں (اللہ تعالیٰ کی قربت اور عبادت کی نیت سے) صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع

سے رُکنے کا نام صوم ہے۔ روزہ کے ارکان دو ہیں۔ رکن اول نیت ہے۔ اور رکن ثانی کھانے پینے اور جماع سے رُکنا ہے۔ یہ دونوں ارکان جب ادا ہوں گے تو روزہ صحیح ہوگا۔ اور ان میں سے اگر ایک رکن بھی فوت ہوگا مثلاً روزہ کی نیت نہیں کیا یا صبح صادق کے بعد اور غروب آفتاب کے پہلے کسی وقت بھی قصداً کھایا یا کوئی چیز پیا یا بالقصد جماع کیا یا یہ تینوں کام کیا یا ان میں سے کسی ایک کے حکم میں جو کام ہے مثلاً سعوط و حقنہ واستمنا بالید اس کو قصداً کیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور باطل ہوگیا۔

ظاہر ہے کہ فعل جماع متعارف شئی ہے اور اسی طرح کھانا پینا بھی متعارف ہے جس کا مفہوم ہے "کھُلے ہوئے منفذ طبعی کے ذریعہ خارج سے عین شئی کا معدہ میں پہنچنا" معدہ میں جانے والی شئی اگر مشروبات سے ہو تو اس کو پینا کہتے ہیں اور اگر غیر مشروبات سے ہو تو اس کو کھانے سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس مفہوم کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل مسائل پر غور کیجئے :۔

(۱) منہ کے اندر کا تھوک وغیرہ نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (بخاری تعلیقاً و مصفی وغیرہ)

(۲) آنکھ میں سرمہ و کاجل وغیرہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (بخاری تعلیقاً مرعاۃ المفاتیح بحوالہ جات متعددہ)

(۳) کان میں تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (مصفی شرح موطا)

(۴) پیاس بجھانے یا گرمی کم کرنے کے لئے سر پر پانی ڈالنے غسل کرنے، حوض یا تالاب یا دریا میں داخل ہونے یا کپڑا بھگو کر سر پر رکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (بخاری

موطا امام مالکؒ، ابو داؤد وغیرہ)

(۵) بدن کے کسی حصہ پر تیل کی مالش کرنے یا سر پر تیل ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(بخاری تعلیقاً و عمدۃ القاری وغیرہ)

مذکورہ بالا صورتوں میں چونکہ روزہ کا کوئی رکن فوت نہیں ہوتا اس لئے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

ملاحظہ فرمائیے :- مسئلہ (۱) میں باہر کی کوئی شئ شکم میں نہیں گئی اسلئے کہ منہ کا اندرونی حصہ داخلِ بدن کا حکم رکھتا ہے۔ اور مسئلہ (۲-۳-۴-۵) میں اشیاء مذکورہ کا اثر بدن کے حصوں میں مسامات اور اعصاب کے ذریعہ پہنچا ہے ان میں سے کسی صورت میں عین شئ معدہ میں داخل نہیں ہوتی بلکہ صرف اثر پہونچتا ہے۔ وہ بھی منفذ طبعی کے ذریعہ نہیں بلکہ مسامات اور اعصاب کے ذریعہ! اس لئے ان صورتوں پر اکل و شرب کا مفہوم صادق نہیں آتا۔ اسی وجہ سے ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے بحالت روزہ ان افعال کا ثبوت بکثرت پایا گیا ہے۔ ان مسائل کی روشنی میں یہ امر واضح ہوگیا کہ کھانے، پینے کے مفہوم کے لئے باہر سے عین شئ کا (اثر نہیں) منفذ طبعی (یعنی حلق اور مقعد) کے ذریعہ معدہ میں پہونچنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ مسائل ذیل کی صورتوں پر اکل و شرب کا مفہوم صادق آتا ہے اور ان سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ ملاحظہ ہو :-

(۱) ناک کے راستے سے دوا چڑھانے یا وضو کرتے وقت قصداً مبالغہ کرکے حلق کے

اندر پانی پہونچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (عمدۃ القاری شرح بخاری، مصفیٰ شرح موطا)

(۲) حقنہ یعنی مقعد کی راہ سے دوا چڑھا کر معدہ میں پہونچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(مصفیٰ ص۲۲۵، ترمذی مع تحفۃ الاحوذی)

مزید اطمینان خاطر کے لئے واقف اسرار شریعت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح کی عبارت اور اس کا ترجمہ بغور ملاحظہ فرمائیے:۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وتنقیح کردہ اند اکل وشرب را بوصول العین من الخارج الی ما یسمی جوفاً من طریق منفذٍ مفتوحٍ وقیل الی جوف تحلیل الغذاء۔ ووصول ہوا بحلق وبوئے مشک بدماغ غیر مفطر است زیرا کہ عین نیست وطلا کردن دوا بر سر وشکم وپاشیدن آب بر سر ومالیدن دہن وکشیدنِ سرمہ در چشم غیر مفطر است زیرا کہ از راہ منفذ مفتوح نیست بلکہ از راہ مسامات! وبلع ریقی کہ داخلِ فم است یا بر زبان است کہ از وے جدا نشدہ اگرچہ زبان را برآوردہ باشد مفطر نیست۔ زیرا کہ شارع فم را دریں حکم داخل اعتبار کردہ است، وسبق آب درحالت مضمضہ واستنشاق اگر مبالغہ کند روزہ میشکند زیرا کہ قصد فعل منہی عنہ بوجہیکہ غالباً منجر میشود بوصول عین بمنزلہ عمد ومبالغہ صائم در مضمضہ درحدیث ممنوع شدہ است۔ دوا پاشیدن از زخم یا تقطیر در احلیل را البتہ اکل وشرب نتواں گفت۔ وہمچنیں حقنہ محمول است بر شرب از جہت وصول با معاء ومعدہ کہ مقصد شرب است بمنزلہ استمنار از جماع وغیر ایں دو مسئلہ را برا کل وشرب محمول کردن تکلیف شدید است۔ واللہ اعلم (مصفیٰ ص۲۲۵)

یعنی علماء کرام نے اکل وشرب (کھانے، پینے) کی تنقیح و توضیح یوں فرمائی ہے کہ غذا کی ذات باہر سے جوف (بطن) تک نرخرہ کے ذریعہ پہونچ جائے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ وہ جوف جس میں غذا کی تحلیل ہوتی ہے وہاں غذا کے پہونچنے کو اکل وشرب کہتے ہیں جو مفطر صوم ہے۔ اور ہوا کا حلق میں پہونچنا اور مشک کی خوشبو کا دماغ میں پہونچنا روزہ کیلئے مفطر نہیں ہے۔ اس لئے کہ حلق میں پہونچنے والی ہوا اور دماغ میں محسوس ہونے والی خوشبو عین نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس شکم اور سر پر دوا کی مالش کرنا اور پانی کا چھڑکنا اور تیل ملنا اور آنکھ میں سرمہ لگانا مفطر صوم نہیں ہے۔ اس لئے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں اشیاء، منفذ مفتوح کی راہ سے نہیں بلکہ مسامات کے ذریعہ سے بدن میں پہونچتی ہیں۔ اور اس تھوک کا نگلنا جو منہ میں زبان پر ہو اگرچہ زبان باہر نکالی گئی ہو، مفطر صوم نہیں ہے، اس لئے کہ شارع نے اس بارے میں منہ کو داخل بدن اعتبار کیا ہے، اور کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرکے قصداً حلق کے اندر پانی چڑھلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اسلئے کہ فعل منہی عنہ کا قصد کرنا اس طریق پر جو عین شئی کو منفذ میں پہونچانے والا ہو، عمد کے درجہ میں ہے، اور روزہ دار کو کلی کرنے میں مبالغہ کرنے سے حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ اور زخم کی وجہ سے دوا چھڑکنا یا ذکر کے سوراخ میں دوا ٹپکانے کو یقیناً اکل وشرب سے تعبیر نہیں کر سکتے اور سعوط کی طرح حقنہ بھی شرب پر محمول ہے کیونکہ اس میں بھی دوا معدہ میں پہونچتی ہے جو شرب کا مقصد ہے۔ جیسے استمنا بالید محمول ہے جماع پر۔ اور ان دو مسئلوں (حقنہ اور سعوط) کے علاوہ دیگر صورتوں (جیسے انجکشن وغیرہ) کو اکل وشرب پر محمول کرنا سخت تکلف ہے۔ انتہیٰ

اس وضاحت کے بعد ناظرین پر یہ بات روشن ہوگئی ہوگی کہ رگ یا گوشت میں انجکشن لگوانے سے دوا بعینہٖ معدہ میں نہیں پہونچتی بلکہ محض اس کا اثر پہونچتا ہے۔ لہٰذا کسی طرح بھی اس پر اکل وشرب کا مفہوم صادق نہیں آتا۔ اس لئے انجکشن خواہ گوشت میں لگوایا جائے یا رگ میں، اور اس کے ذریعہ بدن میں طاقت پہونچائی جائے یا بغرض علاج ہو کسی بھی صورت میں مفطرِ صوم نہیں ہے۔

مجھے حیرت ہے کہ بعض افاضل نے اتنی موٹی بات اور ایسی کھلی حقیقت کو سمجھے بغیر انجکشن کو سعوط وحقنہ پر قیاس کر لیا اور دونوں کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھا۔ چنانچہ انھوں نے رقم فرمایا کہ "اگر کوئی شخص ناک کے ذریعہ دوا چڑھائے یا حقنہ کے ذریعہ شکم تک پہنچائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح انجکشن کے ذریعہ جسم کے اندر دوا چڑھانے سے خواہ رگوں کے ذریعہ ہو یا گوشت میں ہو، روزہ ٹوٹ جاتا ہے"۔

ناظرین کرام! اگر فاضل محترم کی عبارت کو بغور پڑھیں گے تو ان پر اس قیاس کی غلطی خود مولانا ہی کی عبارت سے واضح ہو جائیگی۔ کیونکہ مولانا محترم نے صاف لکھدیا ہے کہ سعوط اور حقنہ سے روزہ اس وقت ٹوٹیگا جب دوا شکم میں پہونچائی جائے۔ کیونکہ اُسوقت اکل وشرب کا مفہوم اس پر صادق آئیگا جو منافی صوم ہے۔ لہٰذا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

معلوم ہوا کہ اگر شکم میں دوا نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔ چنانچہ حسن بصریؒ کا فتویٰ بخاری میں ہے کہ سعوط سے اگر دوا حلق میں نہ پہونچے تو روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ پس انجکشن سے روزہ ہرگز نہیں ٹوٹ سکتا کیونکہ اس سے دوا معدہ میں نہیں پہونچتی ہے۔ اور اس کو

حقنہ اور سعوط پر قیاس کرنا" قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

ناظرین! فاضل محترم نے اپنے اشتہار میں انجکشن سے روزہ ٹوٹنے کی کوئی دلیل نہیں دی ہے۔ اور نہ قیاس کی علت لکھی ہے۔ لیکن مجھ سے گفتگو کے دوران میں کئی بار اپنے قیاس کی یہ علت بیان کی ہے کہ انجکشن کی دوا کا مزہ اور اس کی بو منہ میں معلوم ہوتی ہے۔ نیز انجکشن کے ذریعہ بدن میں قوت پہونچائی جاتی ہے۔ جو کھانے، پینے کا مقصد ہے۔ لہذا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس کے بعد اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایک حدیث بھی پیش کی اور اس پر بہت زور دیا۔

میں چاہتا ہوں کہ مولانا محترم کے قیاس کی علتوں کی خامی اور حدیث سے استدلال کی حیثیت کو واضح کر دوں تاکہ بحث مکمل ہو جائے اور گفتگو کی گنجائش نہ رہے۔ پس معلوم ہوا کہ انجکشن کی دوا کا مزہ معلوم ہونا کھانے پینے کے حکم میں نہیں ہے اس وجہ سے کہ مزہ معلوم ہوتا ہے قوت ذائقہ سے جو زبان میں ہوتی ہے اور زبان کو خارج کا حکم ہے۔ لہذا مزہ کو کھانا۔ پینا کہنا غلط ہے۔ کیونکہ اکل وشرب کا مفہوم اس پر صادق نہیں ہوتا ہے لہذا یہ منافی صوم نہیں ہوا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے۔ ثانیاً اگر مزہ معلوم ہونا روزہ ٹوٹنے کی علت ہو تو سرمہ آنکھ میں لگانے سے روزہ ٹوٹ جانا چاہیے۔ کیونکہ اس کا مزہ بھی معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ جو لوگ روزہ کی حالت میں سرمہ لگانے کو مفطرِ صوم کہتے ہیں وہ مفتی محترم کی طرح یہی دلیل دیتے ہیں کہ سرمہ کا مزہ معلوم ہوتا ہے۔ (دیکھو نیل الاوطار صفحہ ۱۷۵ ج ۴)

سبل السلام صنہ۱۳ جلد۱ اور فتح العلام صنہ۲۳ جلد۱ اور مسک الختام صنہ۴۰۹ میں مرقوم ہے
ابن شبرمہ وابن ابی لیلیٰ گفتہ اند کہ کحل مفطر صوم است لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الفطر
مما دخل ولیس مما خرج واذا وجد طعمہ فقد دخل یعنی ابن شبرمہ اور ابن
ابی لیلیٰ نے کہا ہے کہ سرمہ لگانا مفطر صوم ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ افطار
اس چیز سے ہوتا ہے جو داخل ہو نہ اس چیز سے جو خارج ہو اور جب سرمہ کا مزہ پایا گیا تو اس کا
داخل ہونا پایا گیا لہٰذا مفطر صوم ہوگا۔ انتہیٰ۔

مگر منہ میں سرمہ کا مزہ پانے سے اور حدیث مذکور سے روزہ ٹوٹنے پر استدلال کرنا ایسا
ہی غلط ہے جیسا مفتی صاحب کا ان دونوں چیزوں سے انجکشن کے مفطر صوم ہونے پر استدلال
کرنا غلط ہے اس لئے کہ انسان اگر حنظل کو پاؤں سے مسل دے تو اس کا مزہ بھی منہ میں
معلوم ہوتا ہے مگر کسی کے نزدیک اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ دیکھو مسک الختام و سبل
السلام و فتح العلام کے صفحات مذکورہ جس میں مرقوم ہے کہ فان الانسان قد یدلك
قدمہ بالحنظل فیجد طعمہ فی فیہ ولا یفطر۔

کلی کے پانی کا مزہ اور اسی طرح مسواک کا مزہ منہ میں معلوم ہوتا ہے اور اس سے روزہ
نہیں ٹوٹتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے قال ابن سیرین لا باس بالسواك
الرطب قیل لہ طعم قال والماء لہ طعم وانت تمضمض بہ یعنی محمد ابن
سیرین نے فتویٰ دیا ہے کہ روزہ دار کو تر مسواک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے تو
ان سے ایک شخص نے کہا کہ اس میں مزہ ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ پانی میں بھی مزہ

ہے اور اس سے تم روزہ کی حالت میں کلی کرتے ہو یعنی پانی کا مزہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، تو تر مسواک کرنے سے اس میں مزہ معلوم ہونیکی وجہ سے روزہ کیوں ٹوٹ جائے گا؟

حدیث میں ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشی کے عالم میں بحالتِ روزہ اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آج میں نے روزہ کی حالت میں ایک بہت بڑا کام کر دیا یعنی بوسہ لے لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتلاؤ اگر روزہ کی حالت میں پانی سے کلی کرو تو کیا روزہ ٹوٹ جائیگا؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد۔ احمد) معلوم ہوا کہ کسی چیز کا مزہ معلوم ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ لہٰذا انجکشن کی دوا کا مزہ معلوم ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب کے قیاس کی دوسری علت انجکشن کی دوا کا بو معلوم ہونا ہے۔ مگر یہ علت بھی غلط ہے۔ اولاً اس وجہ سے کہ کسی چیز کی بو بھی اس چیز کا اثر ہے۔ اور اثر سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ چنانچہ عطر کی خوشبو (اور غلاظت کی بدبو) سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مصفیٰ کے حوالہ سے اوپر گذرا۔ اور مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی کی کتاب "مرعاۃ" شرح مشکوٰۃ کی عبارت آگے آتی ہے۔

مفتی صاحب کے قیاس کی تیسری علت یہ ہے کہ انجکشن سے بدن میں قوت پہونچائی جاتی ہے۔ اس لئے یہ کھانے، پینے کے حکم میں ہے۔ لیکن یہ علت بھی پہلی دونوں علتوں کی

طرح بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ روزہ کی حالت میں بغیر اکل وشرب کے بدن میں قوت پہونچانے کی ممانعت شارع علیہ السلام سے منقول نہیں ہے۔ بلکہ روزہ سے متعلق جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں وہ اعلان کرتی ہیں کہ دن میں کھانے پینے کے بغیر قوت حاصل کرنا فعل مستحسن ہے۔

چنانچہ دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھانے کا امت کو حکم دیا۔ چنانچہ فرمایا تسحروا فان فی السحور برکۃ (متفق علیہ) یعنی سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری میں برکت ہے۔ اس حدیث میں لفظ برکت کا معنی، جہاں اور لیا گیا ہے وہاں ایک معنی یہ بھی لیا گیا ہے کہ سحری کھانے سے دن میں قوت ہوتی ہے اور عبادت میں مدد ملتی ہے۔ دیکھو بحوالہ مرقات حاشیہ نسائی شریف ص٢٤٣ میں مرقوم ہے فان الصائم یستعین بہ علی صومہ لقیام ذالک الاکل مقام اکل یومہ۔ یعنی سحری کھانے سے روزہ دار اپنے روزہ پر مدد حاصل کرتا ہے۔ اس لئے کہ یہ کھانا اس کے دن کے کھانے کے قائم مقام ہے۔ اور یہ معنی فتح الباری ص٢٥٧ عینی ص٢١٦ ابن دقیق العید ص٢٠٥/٢ اور مرعاۃ ص٢١٧/٣ میں بھی مرقوم ہے اور اس معنی کی تصدیق ابوداؤد اور نسائی کی حدیث ذیل سے بھی ہوتی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ھلم الی غذاء المبارک" یعنی صبح کے مبارک کھانے کی طرف آؤ۔ اس حدیث میں حضورؐ نے سحری کے کھانے کو صبح کا کھانا فرمایا ہے جس کی وجہ علامہ خطابی معالم السنن ص٢٤ میں لکھتے ہیں کہ انما سماہ غداء لان الصائم یتقوی بہ علی صیام النہار فکانہ قد تغدی (مرعاۃ ج٣ ص٢٨٧)

یعنی حضورؐ نے سحری کھانے کو ناشتہ کا کھانا اس لئے فرمایا کہ روزہ دار اس کے سبب سے دن میں روزہ رکھنے پر قوت پاتا ہے۔ پس گویا کہ ناشتہ کیا۔ اور اس معنی کی تصدیق حدیث ابن ماجہ و حاکم سے بھی ہوتی ہے، جس کا ترجمہ نواب صدیق حسن خاں صاحب نے یوں کیا ہے:۔ استعانت کنید بطعام سحر بر صیام نہار و بہ قیلولہ بر قیام لیل (مسک الختام صفحہ ۹۶ ج ۲)

ان حدیثوں میں دن میں قوت حاصل کرنے کی ترغیب موجود ہے۔ اس لئے کہ اس سے عبادت پر نصرت اور مدد حاصل ہوتی ہے جو مستحسن امر ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ زیادہ کمزوری ہونے سے عبادت میں مزاحمت ہوتی ہے جو باعث نقصان ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو وصالِ صوم سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے اور خود وصال کیا اور فرمایا کہ" ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی" کہ تم لوگ میری طرح نہیں ہو مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔ یعنی مجھکو اللہ تعالیٰ اتنی قوت عنایت کرتا ہے کہ جتنی اور لوگوں کو کھانے اور پینے سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ پس تمہارے لئے وصال مناسب نہیں۔ اور میرے لئے مناسب ہے۔

اور مزید غور کیجئے کہ روزہ دار کیلئے ان تمام چیزوں کو دن میں جائز رکھا گیا جن کے استعمال سے روزہ کا کوئی رکن فوت نہیں ہوتا ہے۔ اور ان سے گوناگوں قوت و راحت حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً پیاس بجھانے کے لئے سر پر پانی ڈالنا، غسل کرنا، دریا میں داخل ہونا پنکھا جھلنا، زخم میں دوا ڈالنا، سر پر یا بدن کے اور حصوں میں تیل کی مالش کرنی، کان میں دوا یا تیل ڈالنا، آنکھ میں سرمہ لگانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام صورتیں جائز ہیں اور

ان کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے بکثرت موجود ہے۔ ان تمام صورتوں میں اشیاء مذکورہ بدن میں داخل ہوتی ہیں اور ان سے بدن کو مختلف قسم کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر انجکشن کے ذریعہ بدن کو قوت پہونچائی جائے تو اس سے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے ابوداؤد۔ مؤطا مالک۔ مسند احمد وغیرہ کی حدیث ہے "رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعرج یصُبُّ علیٰ راسہ الماء وھو صائم من العطش او الحر۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام عرج میں دیکھا کہ آپ روزے سے ہیں اور پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی بہاتے ہیں (جیسے گرمی کے زمانہ میں عام طور سے روزہ دار کرتے ہیں) اس کی وجہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں لیتقوی بہ علیٰ صومہ ولیدفع بہ الم الحر او العطش" یعنی حضور اپنے سر پر اس لئے پانی بہاتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے روزہ پر قوت پائیں اور گرمی یا پیاس کی تکلیف کو دور کریں۔ اس کے بعد شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں" قال الباجی ھٰذا اصل فی استعمال ما یتقوی بہ الصائم علیٰ صومہ مما لا یقع بہ الفطر من التبرد بالماء والمضمضۃ بہ لان ذالک یعینہ علی الصوم ولا یقع بہ الفطر۔ وقال ابن الملک ھٰذا یدل علیٰ ان لا یکرہ للصائم ان یصیب علیٰ راسہ الماء وان ینغمس فیہ وان ظھرت برودتہ فی باطنہ (مرعاۃ المفاتیح ص۲۴۳ ج۳) یعنی محدث باجی نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل ہے ان تمام چیزوں کے استعمال کے بارے میں جن سے روزہ دار اپنے روزہ پر تقویت پائے، اور افطار واقع

نہ ہو جیسے پانی سے ٹھنڈک لینا اور اس سے کلی کرنا اس لئے کہ یہ روزہ رکھنے پر اس کی مدد کرے گا اور اس سے افطار واقع نہیں ہوگا۔ اور ابن الملک محدث نے فرمایا کہ یہ حدیث اس بات پر دال ہے کہ روزہ دار کیلئے اپنے سر پر پانی بہانا اور پانی میں غوطہ لگانا مکروہ نہیں ہے اگرچہ اس کی ٹھنڈک باطن میں ظاہر ہو۔ الحاصل جن چیزوں سے قوت حاصل ہوتی ہے اور اس سے روزہ کا رکن فوت نہیں ہوتا ہے اس کے استعمال کی ممانعت شارع علیہ السلام سے ثابت نہیں ہے بلکہ اشیاء مذکورہ بالا کے ثبوت سے اس کا جواز روز روشن کی طرح ثابت ہے پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ روزہ کی حالت میں انجکشن لگانے کی ممانعت محض اس لئے کیجائے کہ اس سے قوت حاصل ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب کے اس استدلال کی طرف ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو ایک ناقابل احتجاج موقوف روایت سے بڑے طمطراق کے ساتھ وہ کیا کرتے ہیں وہ روایت ہے "الفطر مما دخل ولیس مما خرج" یعنی افطار اس چیز سے ہوتا ہے جو داخل ہو نہ اس چیز سے جو خارج ہو۔ اس سے استدلال کرتے ہیں کہ انجکشن کی دوا بدن میں داخل ہوتی ہے اس لئے اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا"

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت بخاری شریف میں تعلیقاً مروی ہے اور فتح الباری صہ ۲۷۵ اور عمدۃ القاری صہ ۲۵ اور نیل الاوطار صہ ۱۷۵/۴ اور درایہ صہ ۱۷۵ میں مختلف طرق اور مختلف لفظوں سے مروی ہے مگر کسی طریق سے بھی محترم مفتی صاحب کے لئے لائق استدلال نہیں ہے: اولاً اس وجہ سے کہ یہ روایت بعض صحابی کا قول ہے جو حجت شرعی نہیں ہے اور اس بارے میں

کوئی مرفوع حدیث صحیح یا حسن ثابت نہیں ہے بلکہ بعض مرفوع روایت مروی ہے تو وہ سخت ضعیف ہے جس کو قاضی شوکانی نے نیل الاوطار ص۱۷۵ میں بیان کر دیا ہے۔ ثانیاً اس حدیث کا معنی ہے کہ افطار اس چیز سے ہوتا ہے جو منفذ مفتوح کی راہ سے معدہ میں داخل ہو (جیسے کھانا کھانے سے، پانی پینے سے، ناک یا مقعد کی راہ سے دوا وغیرہ شکم میں پہنچانے سے) اور اس چیز سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے جو شکم سے منفذ مفتوح کی راہ سے خارج ہو (جیسے پاخانہ یا پیشاب کرنے سے) لہٰذا اس حدیث سے انجکشن کے مفطر صوم ہونے پر استدلال بالکل غلط اور بے محل ہے کیونکہ انجکشن کی دوا نہ منفذ طبعی مفتوح (ن ز خ) کی راہ سے پہونچائی جاتی ہے اور نہ وہ معدہ میں پہونچتی ہے۔ سنیے!

ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ نے بھی اسی طرح اس حدیث سے غلط استدلال کیا تھا کہ آنکھ میں سُرمہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے کہ حدیث میں ہے "الفطر مما دخل" جس کا جواب نواب صدیق حسن خاں صاحب نے مسک الختام اور علامہ امیر یمانی نے سبل السلام ص۱۳۱ میں دیا اور علامہ عبیداللہ صاحب مبارکپوری مدظلہ العالی نے معہ تائید ابن قدامہ و ابن الہمام یوں جواب دیا ہے، لکھتے ہیں "واجیب بان ھذا الحدیث موقوف علیٰ ابن عباس ثم المراد بالدخول دخول شئ بعینہ من منفذ الی جوف البطن ای المعدۃ لا وصول اثر شئ من المسامات الی الباطن ولذا لا یفطر تدھین الراس وشم العطر ولیس للعین منفذاً الی جوف البطن (مرعاۃ ص۲۴۶) وقال ابن قدامہ ص۱۰۶ ولان العین لیست منفذاً فلم یفطر بالداخل

منها كما لو ادهن راسه. وقال ابن الهمام ولو اكتحل لم يفطر سواء وجد طعمه في حلقه ام لا. لان الموجود في حلقه اثره داخلا من المسام والمفطر الداخل من المنافذ كالمدخل والمخرج لا من المسام الذي هو جميع البدن للاتفاق فيمن شرع في الماء يجد برده في باطنه انه لا يفطر (مرعاۃ ص ۲۴۷) یعنی ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ کا جواب یہ ہے کہ "الفطر مما دخل" حدیث رسول نہیں ہے بلکہ ابن عباس صحابی کا قول ہے اور قول صحابی حجت شرعی نہیں ہوتا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ عین شی کے منفذ کی راہ سے معدہ میں جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کسی چیز کے اثر کا مسامات کے ذریعہ باطن کی طرف جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ چنانچہ سر پر تیل رکھنے اور عطر سونگھنے اور پانی میں داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ پس آنکھ میں سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹیگا، اگرچہ سرمہ کا مزہ حلق میں پایا جائے کیونکہ آنکھ منفذ نہیں ہے بلکہ مسامات کے ذریعہ سرمہ کا اثر (مزہ) حلق میں جاتا ہے لہذا حدیث موقوف کا مفہوم اس پر صادق نہیں آتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسی طرح قول مذکور کا مفہوم انجکشن پر صادق نہیں آتا ہے کیونکہ اس کی دوا بطریق منفذ مفتوح معدہ میں نہیں پہونچتی ہے بلکہ اس کا اثر (مزہ۔ بو۔ قوت) پہونچتا ہے جس کے پہونچنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ پس قول مذکور سے مفتی محترم کا استدلال کرنا بالکل بے محل اور بے سود ہے۔ اس قول کا یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بدن کے کسی حصہ میں کوئی چیز داخل ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور بدن کے کسی حصہ سے کوئی چیز

خارج ہوجائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا ورنہ حیض کا خون آنے سے روزہ نہیں ٹوٹنا چاہئے
اور آنکھ میں سرمہ لگانے سے۔ کان میں دوا یا تیل ڈالنے سے۔ سر پر یا بدن کے کسی حصّہ میں
تیل کی مالش کرنے سے زخم میں دوا بھرنے سے، پانی میں غسل کرنے سے روزہ ٹوٹ جانے کا
فتویٰ دینا چاہئے کیونکہ ان میں سے ہر ایک صورت میں اشیاء مذکورہ بدن میں داخل ہوتی
ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ! حضرت مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری مدظلہ العالی
۲ر رمضان ۱۳۸۳ھ کو بحالتِ روزہ انجکشن لگوانے کی بابت سوال کے جواب میں رقم
فرماتے ہیں" انجکشن سے روزہ ٹوٹنے کا قول محض قیاسی ہے۔ اگر طاقت و قوت کا پہنچنا ہی
انجکشن سے روزہ ٹوٹنے کی علت ہے تو پھر سر اور بدن پر تیل کی مالش کرنے، خوشبو سونگھنے
گرمی میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے اور سر پر تر کپڑا رکھنے سے بھی روزہ ٹوٹ جانیکا فتویٰ
دینا چاہئے۔ کیونکہ ان چیزوں سے بھی بدن کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں" الدھن یشربہ البدن و یدخل الی داخلہ ویتقوی
بہ الانسان وکذالک یتقوی بالطیب قوۃ جیدۃ فلما لم ینہ الصائم عن
ذالک دل علی جواز تطییبہ و تبخرہ وادھانہ۔ (حقیقۃ الصیام ص۶۸-۶۹) ہمارے
نزدیک بحالتِ روزہ انجکشن لگوانا جائز اور درست ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹیگا۔
انجکشن کی دوا جوف معدہ میں نہیں پہونچتی۔ معدہ کی باریک رگوں میں رہ جاتی ہے۔ ھذا
ما عندی واللہ اعلم۔ ثانیاً یہ روایت ابن مسعود سے بایں الفاظ مروی ہے" انما
الوضوء مما خرج ولیس مما دخل والفطر فی الصوم مما دخل ولیس مما خرج (درایہ

ص۱۷۵ (فتح الباری ص۲۰۸ ج ۲) مفتی محترم کے خیال کے مطابق اس قول کا معنی یہ ہوگا کہ وضو ہر اس چیز سے ہے جو بدن کے کسی حصے سے خارج ہو نہ اس چیز سے جو داخل ہو کیونکہ اس قول میں وضو اور صوم میں مقابلہ بالضد ظاہر کیا گیا ہے۔ پس ایسی صورت میں لازم آئیگا کہ تھوکنے، ناک سنکنے سے، نماز اور بیرونِ نماز میں رونے کی وجہ سے، آنسو خارج ہونے سے سابق وضو ٹوٹ جائے اور نیا وضو کرنا لازم ہو حالانکہ اس کا قائل کوئی بھی نہیں ہے۔

نیز مولانا کے خیال کے اعتبار سے عام دخول مراد لینے سے لازم آئیگا کہ وطی بغیر انزال سے وضو نہ ٹوٹے کیونکہ اس قول کے دوسرے جزء میں "مما دخل" سے عام دخول مراد ہوگا تو کوئی وجہ نہیں کہ جزء اول میں عام مراد نہ ہو۔ ناظرین تحریر بالا سے خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ ساری خرابی اس وجہ سے لازم آتی ہے کہ مفتی محترم نے انجکشن کو مفطر صوم ثابت کرنے کے لئے "مما دخل" سے عام دخول مراد لیا ہے جو غلط اور قائل کے مرضی کے خلاف بھی ہے ہرگز حضرت ابن عباس وغیرہم کا منشا یہ نہیں ہے بلکہ صحیح معنیٰ وہی ہے جو ہم نے اوپر تحریر کیا ہے اور اس معنیٰ کی بنا پر انجکشن کا مفطرِ صوم ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ "انجکشن" کی دوا نہ منفذ مفتوح کی راہ سے داخل ہوتی ہے اور نہ معدہ میں پہونچتی ہے اس لئے اس پر کھانے پینے کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مفطرِ صوم بھی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس کی تائید حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈانگری کے لفظوں میں سنئے! وہ اپنے رسالہ "ماہ رمضان المبارک کے احکام و مسائل" میں غیر مفسدات کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ انجکشن خواہ رگوں میں ہو یا گوشت میں لگایا جائے روزہ کا مفسد نہ ہوگا اس لئے کہ انجکشن کے ذریعہ عضو میں جو دوا پہنچائی

جاتی ہے وہ رگوں کے اندر رہتی ہے جوف معدہ میں نہیں جاتی اور جو دوا خاص معدہ میں پہونچائی بھی جاتی ہے وہ قعر معدہ میں نہیں جاتی بلکہ معدہ میں شرائین اور وہ (رگیں) ہیں ان کے اندر یہ دوا پہونچتی ہے اور مفسد صوم قعر معدہ میں اصلی منفذ کے ذریعہ دوا کا پہنچنا ہے لیکن بحالت روزہ انجکشن سے احتیاط کرنا اچھا ہے (کذالک حررہ شیخنا عبید اللہ المبارکفوری دامت برکاتہم)

فیض الرحمٰن فیضی مدرس مدرسہ عربیہ دار الحدیث مئو

۱۲ر رمضان ۱۳۸۳ھ

ضمیمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِسْتِفْتَاء

محترم مولانا فیض الرحمٰن صاحب فیض مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محترم مولانا! آپ کی خدمت میں درج ذیل سوالات پیش کرتا ہوں، امید رکھتا ہوں کہ اس کے جوابات مفصل اور مدلل مع حوالجات کتب حدیث وصفحات کتب معتبرہ تحریر فرمائیں گے۔ وہ سوالات حسب ذیل ہیں :-

(۱) اگر کسی روزہ دار مسلمان نے بحالتِ روزہ اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا تو کیا اس فعل سے روزہ ٹوٹ گیا ؟

(۲) اگر اس فعل سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا تو کیا اس فعل کے بعد اسی دن میں اس کو کھانا پینا اور جماع کرنا جائز ہو گیا ؟ اور دوسرے دنوں میں اسکی قضا لازم ہوگی ؟

(۳) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا خاص تھا ؟ اور کسی امتی کے لئے جائز نہیں ہے ؟

سائل ابوالخیر۔ مورخہ ۳ رمضان ۱۴۰۱ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۸۱ء

جَوَاب

ھوالعلیم الخبیر :-

جواب ۱،۱،۳ ۔ آپ جانتے ہیں کہ میں نے اپنے مرتبہ اشتہار میں "جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے" کے ضمن میں لکھا ہے کہ اپنی بیوی کا بوسہ لینے سے جبکہ انزال نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹتا ہے لیکن جوانوں کو اس سے احتیاط کرنا چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں روزہ دار کو اپنی بیوی کا بوسہ لینے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے جو شخص روزہ کی حالت میں اپنے نفس پر اس قدر کنٹرول رکھ سکتا ہے کہ بوسہ لینے کے بعد جماع اور انزال سے (جو بحالت روزہ ممنوع ہے) محفوظ رہ سکتا ہے اس نے اپنی بیوی کا بوسہ بحالت روزہ لے لیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹا بلکہ وہ روزہ بالکل صحیح اور درست رہا۔ ثانیاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت روزہ اپنی بیویوں کا بوسہ لیا ہے اور دوسرے صحابہ کو بھی اس کی اجازت دی ہے جو سوال ۳ کے جواب میں مفصل مذکور ہے، اس لئے اس فعل کے بعد بھی اس کو کھانے پینے اور رجاع سے مکمل پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور اس غلط فہمی میں ہرگز مبتلا نہ ہو کہ اب تو بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹ گیا ہے اس لئے کھانے پینے اور رجاع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ وہ قطعی طور پر اپنے روزہ کو بحال رکھے۔ اس کا یہ روزہ بالکل صحیح اور درست ہوگا۔ کیونکہ اس کے روزہ میں کوئی خرابی نہیں ہوئی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ روزہ جب صحیح ہوگیا تو قضا یا کفارہ لازم ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا

جواب ۳ ۔ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور فعل رسول امتی کے لئے حجت شرعی اور اُسوہ ہوا کرتا ہے جبکہ رسولؐ کے ساتھ اس فعل کے خاص ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔ اور بحالت روزہ اپنی بیوی کا بوسہ لینے

کے بارے میں آپ کے ساتھ خاص ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ البتہ بعض صحابی کو آپ کے ساتھ اس فعل کے خاص ہونے کا شبہہ ہوا تھا جس کو حضورؐ نے صراحت کے ساتھ دور فرمایا اور امتی کے لئے اس فعل کی رخصت فرمادی۔ اس کے ثبوت کے لئے احادیث ذیل بغور ملاحظہ فرمائی جائیں:۔

(۱) عن عائشة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقبل احدی نسائه وهو صائم، ثم تضحك (مسلم ص۳۵۲، موطا امام مالك)

(۱) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ بحالت روزہ اپنی بیویوں میں سے ایک بیوی کا بوسہ لیا کرتے تھے پھر حضرت عائشہ ہنسنے لگیں۔

(۲) وفی روایة البخاری عنها یقبل بعض ازواجه وهو صائم (بخاری ص۲۵۸ ج۱)

(۲) بخاری شریف ص۲۵۸ میں ہے کہ حضورؐ بحالت روزہ اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

(۳) حدثنا سفیان قال قلت لعبد الرحمن بن القاسم أسمعت اباك یحدث عن عائشة قالت ان رسول الله صلعم کان یقبلها وهو صائم فسکت ثم قال نعم۔ (مسلم ص۳۵۲)

(۳) سفیان نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے کہا، تو نے اپنے باپ قاسم سے حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہؐ بحالت روزہ انکا بوسہ لیا کرتے تھے پھر وہ خاموش ہوگئے پھر فرمایا کہ ہاں۔ (انکو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے)

(۴) عن طلحة بن عبد الله عن عائشة قالت کان رسول الله صلعم یقبلنی وهو صائم وانا صائمة (ابوداؤد ص۳۲۳)

(۴) طلحہ بن عبد اللہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ بحالت روزہ میرا بوسہ لیا کرتے تھے اور میں بھی روزہ سے ہوتی تھی۔

(۵) عن عروة ان عائشة اخبرته انّ رسول اللہ ﷺ کان یقبلها وھو صائم۔ (مسلم ص۳۵۲)

(۵) عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

(۶) عن عمرو بن میمون عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ یقبل فی شهر الصوم (مسلم ص۳۵۳ ج۱۔ ترمذی ص۹۱ ابن ماجہ ص۱۲۲)

(۶) عمرو بن میمون حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کے مہینہ میں بوسہ لیا کرتے تھے۔ (مسلم ص۳۵۳ ج ۱، ترمذی ص۹۱ ، ابن ماجہ ص۱۲۲)

(۷) و فی روایة عنها قالت کان النبی ﷺ یقبل فی رمضان وھو صائم (مسلم ص۳۵۳)

(۷) اور ایک روایت میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضانِ مبارک میں بحالت روزہ بوسہ لیتے تھے۔ (مسلم ص۳۵۳)

(۸) عن عائشة قالت اھوی الیّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبلنی فقلت انی صائمة فقال وانا صائم فقبلنی۔ (رواہ النسائی۔ فتح الباری ص۲۶۴ ج۴۔ نیل الاوطار ص۲۰۹ ج۴)

(۸) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرا بوسہ لینے کے لئے میری طرف جھکے۔ میں نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اور میں (بھی) روزہ دار ہوں۔ اسکے بعد آپ نے میرا بوسہ لیا (روایت کیا نسائی نے، فتح الباری ص۲۶۴ ج۴)

(۹) عن القاسم عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلنی

(۹) قاسم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت

وهو صائم، وايكم يملك اربه كما كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم يملك
اربه۔ (مسلم ص۳۵۳، ابوداؤد، ابن ماجة
ص۱۲۲)

(۱۰) وعن علقمة ومسروق عن عائشة
قالت كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقبل وهو صائم ويباشر وهو
صائم ولكنه كان املككم لاربه (مسلم
ص۳۵۲ ج۱، بخاری ص۲۵۸ ج۱)

(۱۱) عن شتير بن شكل عن حفصة
قالت كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقبل وهو صائم (مسلم ص۳۵۲ ج۱،
ابن ماجة ص۱۲۲)

(۱۲) عن زينب بنت ام سلمة عن
امها قالت كان يقبلها وهو صائم
(بخاری مختصراً ص۲۵۸ ج۱)

(۱۳) عن جابر بن عبد الله قال قال

روزہ میرا بوسہ لیتے تھے۔ اور تم میں سے کون شخص
اپنی حاجتِ جماع پر اس قدر کنٹرول رکھتا ہے جس قدر
آپؐ کنٹرول رکھتے تھے۔ (مسلم ۔ ابوداؤد۔
ابن ماجہ)

(۱۰) حضرت علقمہ اور مسروق حضرت عائشہؓ سے
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ
روزہ کی حالت میں رسول اللہؐ (اپنی عورتوں سے)
بوس و کنار کرتے تھے۔ لیکن جسقدر تم اپنی حاجت
پر کنٹرول رکھتے ہو اس سے زیادہ رسول اللہؐ اپنے

(۱۱) شتیر بن شکل حضرت حفصہؓ (ام المومنین)
سے روایت کرتے ہیں۔ اُم المومنین نے فرمایا کہ
رسول اللہؐ بحالتِ روزہ (انکا) بوسہ لیا کرتے تھے۔
(مسلم ص۳۵۲ ج۱، ابن ماجہ ص۱۲۲)

(۱۲) زینب بنت سلمۃ اپنی ماں حضرت اُم سلمہ
ام المومنین سے روایت کرتی ہیں انھوں نے فرمایا
کہ رسول اللہؐ روزہ کی حالت میں انکا بوسہ لیا کرتے تھے

(۱۳) جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت

عمر بن الخطاب هششت فقبلت وانا صائم فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنعت الیوم امرا عظیما۔ قبلت وانا صائم۔ قال ارایت لو مضمضت من الماء وانت صائم قلت لا باس بہ۔ قال فمہ۔ (ابوداؤد صفحہ ۳۲۴ جلد)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہشاش وبشاش تھا پس بحالتِ روزہ بوسہ لے لیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے آج ایک بڑا جرم کر دیا (اپنی بیوی کا) بحالت روزہ بوسہ لے لیا آپ نے فرمایا بتاؤ کہ روزہ کی حالت میں پانی سے کلی کر لو (تو کیا روزہ میں خرابی ہوگی) میں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ پھر بوسہ لینے سے کیا حرج ہوگا؟ یعنی بوسہ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں

(۱۴) عن عمر بن ابی سلمۃ انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایقبل الصائم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سل ھذہ لام سلمۃ فاخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع ذالک فقال یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر، فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما واللہ انی لاتقاکم اللہ

(۱۴) عمر بن ابی سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ام سلمہ سے پوچھ لو حضرت ام سلمہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے (اس لئے آپ اگر ایسا کریں تو کوئی بات نہیں ہے لیکن ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہوگا) اس کے جواب میں رسول اللہ

واخشاکم لہ (مسلم ص۳۵۳ ج۱)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ سنو! بخدا تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے عذاب سے ڈرنیوالا اور اسکی مخالفت سے بچنے والا ہوں

(۱۵) عن عطاء بن یسار ان رجلاً قبل امرأته وهو صائم فی رمضان فوجد من ذالك وجداً شديداً فارسل امرأته تسئل له عن ذالك فدخلت على ام سلمة زوج النبی صلی اللہ علیه وسلم فذكرت ذالك لها فاخبرتها ام سلمة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم يقبل وهو صائم فرجعت الى زوجها فاخبرته فزاده ذالك شراً وقال لسنا مثل رسول الله صلی الله عليه وسلم الله يحل لرسوله ما يشاء فرجعت امرأته الى ام سلمة فوجدت عندها رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما

(۱۵) عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بحالت روزہ ماہ رمضان میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا پھر اس کی وجہ سے ان کو بہت غم ہوا تو اپنی بیوی کو رسول اللہ صلعم کے پاس، بھیجا کہ آپ سے اس کے متعلق سوال کرے تو وہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس داخل ہوئی اور ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو ام سلمہؓ نے ان کو خبر دیا کہ روزہ کی حالت میں رسول اللہ صلعم بوسہ لیتے ہیں (یہ جواب سنکر) وہ بیوی اپنے شوہر کے پاس واپس گئی اور ان کو یہ خبر دی کہ حضور صلعم بحالت روزہ بوسہ لیتے ہیں تو تو اس پر شوہر کو مزید رنج ہوا اور کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کی طرح نہیں ہیں (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے جو چاہتا ہے حلال کر دیتا ہے (حالانکہ ہمارے لئے وہ حلال نہیں ہوتی ہے)

لھذہ المرأۃ فاخبرتہ ام سلمۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الا اخبرتیھا انی افعل ذالک فقالت
قد اخبرتھا فذھبت الی زوجھا
فاخبرتہ فزادہ ذالک شراوقال
لسنا مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یحل اللہ لرسولہ ماشاء فغضب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقال واللہ انی لاتقاکم للہ واعلمکم
بحدودہ (موطا مالک ص۹۴ وموطا محمد ص۱۸۴)
وروی ھذا الحدیث عبد الرزاق
موصولا عن رجل من الانصار
باسناد صحیح (نیل الاوطار ص۲۹۱ ج۴)

پھر شوہر کا یہ جواب سنکر بیوی دوبارہ حضرت
ام سلمہ کے پاس گئی (اور شوہر کا جواب ان کو
سنا دیا) اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ان کے پاس پایا۔ حضور نے ام سلمہ سے فرمایا
کہ اس عورت کو کیا ضرورت ہے؟ تو ام سلمہ
نے اس کا واقعہ حضور سے ذکر کیا آپ نے فرمایا
کہ اس سے کیوں نہیں بتلایا کہ میں اس کو
کرتا ہوں (یعنی بحالت روزہ بوسہ لیتا ہوں)
ام سلمہ نے عرض کیا کہ حضور میں نے اس کو
بتلایا اسکے بعد جب اپنے شوہر سے ذکر کیا
تو اس کو مزید رنج وغم ہوا اور کہا کہ ہم رسول
کی طرح نہیں ہیں (کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنے رسول
کیلئے جو چاہتا ہے حلال کر دیتا ہے (یہ سُنکر)
حضور اقدس صلعم غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ بخدا میں اللہ کی حدود (ممنوعات) کو تم سے
زیادہ جانتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں (موطا مالک ص۹۴
موطا محمد ص۱۸۴-۱۸۵ مرسلا) اور اسی کو عبد الرزاق نے باسناد صحیح موصولاً روایت
کیا ہے (نیل الاوطار ص۲۹۱ ج۴)

(۱۶) ان عائشة بنت طلحة اخبرته انها كانت عند عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم فدخل عليها زوجها هنالك وهو عبد الله بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق و هو صائم فقالت له عائشة ما یمنعك ان تدنو من اهلك فتقبلها وتلاعبها فقال اقبلها وانا صائم قالت نعم رواه مالك فی الموطا ص۹۵ ومحمد فی موطاه ص۱۸۵

(۱۶) عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ وہ ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں پس وہاں ان کے (عائشہ بنت طلحہ کے) شوہر عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق داخل ہوئے اور وہ روزہ سے تھے تو ان سے ام المومنین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم کو کیا مانع ہے کہ تم اپنی بیوی (عائشہ بنت طلحہ) کے قریب جاؤ اور اس کا بوسہ لو اور اس سے کھیلو اور کھلاؤ۔ انھوں نے کہا کہ میں روزے کی حالت میں بوسہ لوں؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ ہاں (بحالت روزہ اس کا بوسہ لو۔) موطا مالک ص۹۵ اور موطا محمد ص۱۸۵

(۱۷) عن مالك یحییٰ بن سعید ان عاتكة امرأة عمر بن الخطاب كانت تقبل راس عمر بن الخطاب وهو صائم فلا ینهاها (موطا مالك ص۹۵)

(۱۷) امام مالک یحیی بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کی بیوی عاتکہ حضرت عمر کے روزے کی حالت میں ان کے سر کا بوسہ لیتی تھیں اور حضرت عمرؓ ان کو منع نہیں کرتے تھے۔ (موطا مالک ص۹۵)

(۱۸) ان ابا هریرة وسعد بن وقاص

(۱۸) بروایت زید بن اسلم آیا ہے کہ حضرت

کانا یرخصان فی القبلة للصائم۔ (موطا مالک ص۹۵)	ابوہریرہ اور حضرت سعد بن وقاص روزہ دار کو بوسہ لینے کی رخصت دیتے تھے (موطا مالک ص۹۵)
(۱۹) عن عطاء بن یسار ان ابن عباسؓ سئل عن القبلة للصائم فارخص فیھا للشیخ وکرھھا للشاب۔ (موطا مالک ص۹۵)	(۱۹) عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روزہ دار کیلئے بوسہ لینے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے شیخ کے لئے اجازت دیدی اور نوجوان کے لئے مکروہ کہا۔
(۲۰) عن ابی ھریرۃؓ ان رجلا سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ واتاہ اٰخر فنھاہ فاذا الذی رخص لہ شیخ والذی نھاہ شاب (ابوداؤد ص۳۲۴)	(۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ روزہ دار کے لئے اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے سوال کیا۔ تو آپ نے اسکو اجازت دیدی اور دوسرا شخص آیا اس نے بھی یہی سوال کیا

تو آپ نے اس کو منع فرمادیا۔ جس کو اجازت دی وہ شیخ تھا اور جس کو منع کیا وہ نوجوان تھا۔

(ابوداؤد ص۳۲۴)

(۲۱) باب المباشرۃ للصائم۔ قالت عائشة یحرم علیہ فرجھا۔ (بخاری ص۲۵۸ ج۱) قال الحافظ فی الفتح ص۲۶۲۔ وصلہ الطحاوی من طریق	(۲۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع صحیح بخاری ص۲۵۸ میں روزہ دار کے لئے اپنی بیوی سے مباشرت کرنے کے بارے میں باب منعقد کیا ہے اور

ابی ھریرۃ مولیٰ عقیل عن حکیم بن عقال قال سألت عائشۃ ما یحرم علیّ من امرأتی وانا صائم قالت فرجھا اسنادہ الیٰ حکیم صحیح ویؤدی معناہ ایضاً ما رواہ عبد الرزاق باسناد صحیح عن مسروق سألت عائشۃ ما یحل للرجل من امرأتہ صائماً قالت کل شیئ الا الجماع

ترجمۃ الباب میں حضرت عائشہؓ سے تعلیقاً روایت لائے ہیں جس کا معنی ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ روزہ دار شوہر پر اس کی بیوی کی (فقط) فرج حرام ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری صـ۲۶ج۴ میں فرمایا کہ امام طحاویؒ نے اسکو موصولاً باسناد صحیح روایت کی ہے کہ حکیم بن عقال نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ بحالت روزہ میری بیوی سے مجھ پر کیا حرام ہے حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ اس کی فرج حرام ہے، یہی مفہوم محدث عبد الرزاق نے باسناد صحیح مسروق سے روایت کی ہے۔ انھوں نے حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ آدمی کے لئے بحالت روزہ اس کی بیوی سے کیا حلال ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ جماع کے علاوہ ہر شے حلال ہے۔

مذکورہ بالا احادیث پر ایک نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ احادیث نمبر ۱ تا ۱۲ میں بصراحت بیان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں بحالت روزہ ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ام المومنین حضرت حفصہؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا بوسہ لیتے تھے۔

لہٰذا مذکورہ احادیث سے پورے وثوق اور یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں روزہ دار شوہر نے اپنی روزہ دار یا غیر روزہ دار بیوی کا اگر بوسہ لے لیا تو اسکے

روزہ میں کچھ خرابی نہیں ہوئی (جبکہ جماع اور انزال سے محفوظ رہا)

ثانیاً یہ بھی معلوم ہوا کہ بحالت روزہ اپنی بیوی کا بوسہ لینا امتی کے لئے بھی جائز ہے کیونکہ رسول کا فعل، امتی کے لئے حجت شرعی اور اُسوہ ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ احادیث مذکورہ میں سے ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ملاحظہ فرمائیے کہ ۱۳ میں حضرت عمر کے واقعہ میں بحالت روزہ بوسہ لینے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے کلی کرنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ ظاہر ہے کہ پانی سے کلی کرنا بحالتِ روزہ ہر شخص کے لئے جائز ہے۔ اسی طرح اس تشبیہ سے بوسہ کا جواز بھی ہر شخص کے لئے ثابت ہوا۔

اور ۱۴ میں عمر بن ابی سلمہ نے بحالتِ روزہ اپنی بیوی کا بوسہ لینے کا سوال کیا تو جواب کے لئے حضور نے انکو ام سلمہؓ کے پاس بھیجا اور انھوں نے فرمایا کہ حضور بحالتِ روزہ بوسہ لیتے تھے۔ اس حدیث میں بھی کُھلا ہوا ثبوت ہے، کہ یہ فعل امتی کے لئے بھی جائز ہے ورنہ حضرت ام سلمہؓ کے ذریعہ اپنے فعل کے بیان کرانے کا کوئی معنیٰ نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح ۱۵ میں انصاری شخص کو حضرت ام سلمہؓ کا یہ جواب دینا کہ حضور یہ فعل کرتے ہیں، بیّن دلیل ہے کہ بحالت روزہ اپنی بیوی کا بوسہ لینا امتی کے لئے بھی جائز ہے

حضور کے ساتھ اس فعل کے خاص ہونے کا وہم اور اس کا ازالہ

واضح ہو کہ ۱۴ میں عمر بن ابی سلمہ نے روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کو بزعم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص سمجھا تھا اور اپنے اس شبہ پر "غفر اللہ لک ما تقدم

من ذنبك وما تأخر" سے استدلال کیا تھا۔ اور حدیث ۱۵ میں انصاری شخص نے حضور کے ساتھ خاص ہونے کا شبہہ کیا اور یحل اللہ لرسولہ مایشاء سے اپنے شبہہ کو بیان کیا تھا تو جواب میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کا اظہار کیا اور صاف صاف بیان فرمادیا کہ یہ فعل بحالت روزہ اگر جائز نہ ہوتا بلکہ ممنوع اور ابطال روزہ کا سبب ہوتا تو میں اس کو ہرگز نہیں کرتا کیونکہ تم سب سے زیادہ میرے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر ہے اور تم سب سے زیادہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا ہوں۔ پس بحالتِ روزہ جب میں بوسہ لیتا ہوں۔ اور اپنے ساتھ خاص ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں بیان کی ہے تو تم اپنی طرف سے بے بنیاد شبہہ کیوں کرتے ہو۔

بعض علماء کے بے بنیاد وہم کا جواب حدیث ۹ و ۱۰ میں حضرت عائشہ کے قول" و ایکم یملك اربہ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یملك اربہ" وکان املکم رسول اللہ صلی اللہ" سے بعض لوگوں کو وہم ہوگیا ہے کہ حضرت عائشہ رض کے نزدیک بحالتِ روزہ بوسہ لینا حضرت رسول خدا کے ساتھ خاص تھا۔ اور اس بے بنیاد وہم کی وجہ سے بہت زور دار دعویٰ کر بیٹھے کہ امتی کے لئے بحالتِ روزہ بوسہ لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حضور کو اپنے نفس پر کنٹرول تھا اور امتی کے اندر کنٹرول کی طاقت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ وہم باطل اور سراسر بے بنیاد ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رض کے قول کا ہرگز یہ معنی نہیں ہے کہ تم میں سے کسی کے اندر اپنے نفس پر کنٹرول رکھنے کی طاقت نہیں ہے بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ حضور کو اپنے نفس پر کنٹرول رکھنے کی طاقت تھی بلکہ جس قدر تمہارے

اندر اپنے نفس پر کنٹرول کی طاقت ہے اس سے زیادہ حضورؐ میں تھی اس لئے حضورؐ بحالتِ روزہ بوسہ لیتے تھے۔ اگر تمھارے اندر بھی اپنے نفس کو جماع سے محفوظ رکھنے کی قوّت ہو تو تم بھی بوسہ و کنار کر سکتے ہو ورنہ نہیں (کیونکہ جماع بحالتِ روزہ ممنوع ہے)

چنانچہ حدیث ۲۱ میں نوجوان کو مباشرت سے منع فرمانا اور شیخ کو اس کی اجازت دیدینا۔ اور ۲۵ میں حضرت ابن عباسؓ کا شیخ کے لئے بوسہ کی اجازت دینی اور نوجوان کے لئے ممانعت کرنے کی وجہ یہی ہے کہ بعض نوجوان اس قدر مغلوب الشہوت ہوتے ہیں کہ وہ بوسہ و کنار کے بعد جماع کر گذریں گے جس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اس لئے ان کو منع کیا گیا۔ اور شیخ اکثر منکسر الشہوت ہوتے ہیں اس لئے ان کو اجازت دی گئی۔

معلوم ہوا کہ نفس پر کنٹرول کی طاقت ہو تو بحالتِ روزہ بوسہ و کنار کر سکتا ہے اور اگر نفس کو روکنے کی طاقت نہ ہو تو بوسہ و کنار نہیں کرنا چاہیئے، خواہ کوئی جوان ہو یا شیخ۔ پس اجازت کی اصل وجہ نفس پر کنٹرول ہے جوان ہونا یا شیخ ہونا نہیں۔ اسی وجہ سے عمر بن ابی سلمہ کو ان کے عنفوان شباب کے زمانے میں بوسہ کی اجازت دی گئی دیکھو ۱۴۔ اور حضرت عمر فاروقؓ کو ایک حکیمانہ تشبیہہ دے کر اجازت ملی دیکھو ۱۳۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے نوجوان بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو ان کی نوجوان زوجہ عائشہ بنت طلحہ کیساتھ بوسہ و کنار کرنے کو کہا دیکھو حدیث ۱۶۔

ثانیاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزہ دار کے لئے بحالتِ روزہ اس کی بیوی کی فرج کے علاوہ سب کچھ حلال سمجھتی تھیں اور اس کا فتویٰ دیتی تھیں دیکھو حدیث ۲۱۔

پس مذکورہ احادیث کے باوجود حضرت عائشہؓ کے متعلق وہم کرنا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کو خاص کرتی تھیں کتنی بڑی جرأت ہے۔

ثالثاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کے بیان میں حضورؐ کے متعلق جو جملہ فرمایا ہے وہی لفظ اور وہی جملہ حائضہ بیوی کے ساتھ حالتِ حیض میں بوس و کنار کرنے کے متعلق ذکر کیا ہے۔ مسلم ج ۱ صہ ۱۴۱ اور بخاری ج ۱ صہ ۴۴ میں ہے

عن عائشۃ رض قالت کان احدانا اذا کانت حائضاً امرھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان تأتزر فی فور حیضتھا ثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یملک اربہ۔

(ترجمہ) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم میں سے کوئی عورت جب حائضہ ہوتی اور اس کے حیض آنے کا ابتدائی زمانہ ہوتا جس میں خون زیادہ آتا ہے تو حضورؐ اس کو حکم فرماتے کہ ازار باندھے وہ ازار باندھ لیتی تو اس سے مباشرت کرتے۔ پھر حضرت عائشہؓ فرماتیں کہ تم میں کا کون آدمی اپنے نفس پر اس قدر قابو رکھتا ہے جس قدر حضورؐ اپنے نفس پر قابو رکھتے تھے

اس حدیث سے حالتِ حیض میں مباشرت کرنے کی اجازت ان تمام لوگوں کے لئے ثابت ہوئی جو اپنے نفس پر قابو رکھتے ہیں اور اس سے حضورؐ کے ساتھ خصوصیت ثابت نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں تمام لوگوں کیلئے اجازت دی ہے۔ مسلم میں ہے ج ۱ صہ ۱۴۳ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حائضہ سے حالتِ حیض میں جماع کرنے کی ممانعت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا واصنعوا کل شیٔ الا النکاح یعنی حائضہ سے حالت حیض میں جماع کے سوا سب کچھ
کرو۔ معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے نفس کو فرج سے محفوظ رکھنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کے لئے حالتِ
حیض میں مباشرت اور دیگر تمام افعال ماسوائے جماع جائز اور مباح ہیں۔ امام نووی نے مسلم کی
شرح ص۱۴۱ میں تحریر فرمایا ہے کہ حائضہ سے وطی کے علاوہ مباشرت، لمس، قُبلہ وغیرہ سب
جائز ہے اور بقول ابو حامد اسفرائینی اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔

پس معلوم ہوا کہ حدیث میں حضرت عائشہ کے جملہ وایکم یملک إربہ کما
کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یملک إربہ سے حضورؐ کے ساتھ حالت حیض
میں مباشرت کرنے کی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ کے اس جملہ
سے بحالت روزہ بوسہ لینے کی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس سے صرف اتنا ثابت
ہوتا ہے کہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والے تمام لوگوں کو بحالتِ روزہ بوسہ لینا جائز اور مباح
ہے ورنہ نہیں

پس مذکورہ بالا وجوہات سے واضح ہو گیا کہ حائضہ سے حالتِ حیض میں اور روزہ
دار کا روزہ کی حالت میں جماع کرنا ممنوع ہے لیکن ان حالات میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا
ان تمام لوگوں کے لئے جائز اور مباح ہے جو اپنے نفس پر اس قدر قابو رکھتے ہوں کہ جماع سے
محفوظ رہیں گے۔ اس کی کوئی خصوصیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں ہے۔ نیز یہ
بھی ثابت ہوا کہ بحالت روزہ بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔
اور اس کی تائید، علماء مجتہدین و شارحین حدیث، متقدمین اور متاخرین سے بکثرت

ہوتی ہے۔ اختصار کے مدنظر چند کتب حدیث کی عبارتیں پیش ہیں۔

امام محمد نے موطا ص۱۸۵ میں تحریر فرمایا ھے

لا بأس بالقُبلة للصائم اذا ملك نفسه عن الجماع فان خاف ان لا يملك نفسه فالكف افضل وهو قول ابى حنيفة رحمه الله و العامة قبلنا۔

یعنی جب روزہ دار اپنے نفس پر جماع سے کنٹرول رکھے تو اس کو بوسہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر کنٹرول نہ رکھنے کا خوف ہو تو اس کو بوسہ لینے سے رُکنا افضل ہے۔ امام ابو حنیفہ رح اور ہم سے پہلے کے تمام مجتہدین کا فتویٰ یہی ہے۔ (موطا ص۱۸۵)

امام شافعی رح نے الاُم ج۲ ص۸۴ میں تحریر فرمایا ھے

ومن تحركت القبلة شهوته كرهتها له وان فعلها لم ينقض صومه ومن لم تحرك شهوته فلا باس له بالقبلة وملك النفس فى الحالين افضل لانه منع شهوة يرجى من الله ثوابه۔

یعنی بوسہ لینے سے جس کی شہوت متحرک ہو جائے اس کے لئے بوسہ کو میں نے ناپسند کیا ہے لیکن باوجود اس کے اگر کسی نے بوسہ لے لیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور جس کی شہوت متحرک نہ ہو اسکو بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور دونوں حال میں نفس پر کنٹرول رکھنا افضل ہے اس لئے کہ شہوت کو روکنے سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب کی امید ہے۔

(قال الشافعی) انما قلنا لا ينقض ــــ

امام شافعی نے فرمایا کہ ہم نے کہا کہ اس کا

صومہ لم یقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یرخص ابن عباس وغیرہ فیہا کما لا یرخصون فیما یفطر ولا ینظرون فی ذالک الی شہوۃ ولا الی غیر شہوۃ

روزہ نہیں ٹوٹے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ نہ لیتے اور ابن عباس اور دیگر صحابہ اس کے بارے میں رخصت نہ دیتے جیسے مفطرات کے بارے میں رخصت نہیں دیتے ہیں اور اس میں شہوت اور غیر شہوت کی طرف نہیں نظر کرتے

امام نووی نے شرح مسلم ج ۱ ص ۳۵۲ میں امام شافعی کا مذہب پیش کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے

قال القاضی قد قال باباحتہا للصائم مطلقا جماعۃ من الصحابۃ والتابعین واحمد واسحٰق وداؤد وکرھہا مطلقا مالک وقال ابن عباس وابو حنیفۃ والثوری والاوزاعی والشافعی تکرہ للشاب دون الشیخ الکبیر وھی روایۃ عن مالک۔ ولا خلاف انہا لا تبطل الصوم الا ان ینزل المنی بالقبلۃ

یعنی قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے لئے بوسہ کے مباح ہونے کو صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے اور امام احمد اور امام اسحٰق اور امام داؤد نے کہا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور امام اوزاعی اور امام شافعی نوجوان کیلئے ناپسند کرتے ہیں اور شیخ کبیر کے لئے رخصت دیتے ہیں۔

(بہرحال) اس بارے میں کوئی اختلاف

واحتجوا له بالحدیث المشهور فی السنن وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ارأیت لو تمضمضت الخ	نہیں ہے (بلکہ ابن شبرمہ کے سوا سب کا اجماع ہے) کہ بوسہ لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ہے مگر جبکہ اس سے انزال ہو جائے۔

اور بوسہ سے روزہ باطل نہ ہونے کے بارے میں سنن کی مشہور حدیث ۱۳ سے استدلال کرتے اور حجت پکڑتے ہیں۔

اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۲۶/۴ میں امام نووی کے قول کی تصدیق فرماتے ہوئے فرمایا

ولا خلاف انها لا تبطل الصوم الا ان ینزل المنی بالقبلة	کہ بوسہ لینے سے روزہ نہیں باطل ہوتا مگر جبکہ اس سے منی خارج ہو جائے اور یہ مسئلہ متفقہ ہے

اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

مگر صفحہ ۲۶۳/۲ میں فقط عبداللہ بن شبرمہ کا اختلاف نقل کیا ہے۔

اور نیل الاوطار صفحہ ۲۸۹/۴ میں ہے۔

(کان یقبلها) فیه دلیل علیٰ انه یجوز التقبیل للصائم ولا یفسد به الصوم	یعنی حدیث عائشہ میں جو مذکور ہے کہ حضور ان کا بوسہ لیتے تھے اس میں دلیل ہے کہ روزہ دار کے لئے بوسہ لینا جائز ہے اور اس

سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔

اور امام خطابی نے معالم السنن علیٰ مختصر ابی داؤد صفحہ ۲۶۲/ج۳ میں فرمایا:-

ورخص فیہا عمر وابوھریرۃ وعائشۃ وعطاء والشعبی والحسن وقال الشافعی لا باس بہا اذا لم یحرک منہ شہوۃ وکذالک قال احمد بن حنبل واسحٰق بن راھویہ وقال الثوری لا تفطرہ والتنزہ احب الیّ

کہ روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کے بارے میں حضرت عمر۔ ابوہریرہ۔ عائشہ۔ عطاء۔ شعبی۔ حسن بصری نے رخصت دی ہے اور امام شافعی نے فرمایا کہ جب اس سے شہوت متحرک نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح امام احمد۔ اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا ہے اور سفیان ثوری نے فرمایا کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اور اس سے پرہیز کرنا مجھے محبوب ہے۔

اور امام مالک کی موطا میں ہے کہ ابوہریرہ اور سعد بن وقاص روزہ دار کو بوسہ لینے کی رخصت دیتے تھے اور حاشیہ موطا ص۹۵ میں ہے کہ حضرت علی اور ابن عباس مسروق عکرمہ۔ شعبی۔ سعید بن جبیر نے بھی رخصت دی ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے اسکو بیان کیا ہے۔

اور شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات میں فرمایا

المذھب عندنا انہ لا باس بالقُبلۃ اذا امن علیٰ نفسہ الجماع اوالانزال ویکرہ ان لم یامن۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ روزہ دار جب اپنے نفس پر جماع یا انزال سے بےخوف رہے تو بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر بےخوف نہ ہو تو اس کے لئے مکروہ ہے۔

ص۲۷۸ ج۲

اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکفوری رحمۃ اللہ نے تحفۃ الاحوذی میں فرمایا

قلت اعدل الاقوال عندی

میرے نزدیک تمام اقوال میں سے زیادہ

ماذهب الیه سفیان الثوری والشافعی من ان الصائم اذا ملك نفسه جاز له التقبیل واذا لم یا من ترکه۔	مناسب قول وہ ہے جس کی طرف سفیان ثوری اور امام شافعی گئے ہیں کہ روزہ دار جب اپنے نفس پر قابو رکھے تو اس کے لئے بوسہ لینا جائز ہے

اور جب جماع یا انزال کا خوف کرے تو بوسہ نہ لے۔

انور شاہ کشمیری نے العرف الشذی ص۲۹۳ میں فرمایا

تجوز القبلة لمن یا من علی نفسه الجماع مثل المشیخة وتکره لمن لم یا من مثل الشبان	یعنی بوسہ لینا اس شخص کے لئے جائز ہے جو اپنے نفس پر جماع سے بےخوف ہو جیسے بوڑھے لوگ۔ اور اس شخص کے لئے مکروہ ہے جو بےخوف

نہ ہو جیسے جوان لوگ۔

اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد چہارم میں تحریر فرمایا

قال الشمنی وعندنا کرہ القبلة واللمس والمباشرة ان خاف علی نفسه الجماع او الانزال	یعنی علامہ شمنی نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک بوسہ لینا۔ ہاتھ سے پکڑنا اور مباشرت کرنا اس شخص کے لئے مکروہ ہے جو اپنے نفس پر جماع

یا انزال کا خوف کرے۔ سبل السلام ص۱۵۸ میں بھی بوسہ لینے کی اباحت کو اقویٰ فرمایا گیا ہے۔

پس مذکورہ احادیث پاک اور آثار صحابہ و تابعین کی صراحت اور محدثین و فقہاء متقدمین و متاخرین کے متفقہ فتویٰ کے بعد کسی شخص کو کیسے جرأت ہو سکتی ہے کہ بحالت روزہ بوسہ لینے کو تمام لوگوں کے لئے ناجائز کہے گا اور اس سے روزہ ٹوٹ جانیکا فتویٰ دیگا؟ ـــ ہذا ما اردنا ایرادہ واللہ اعلم بالصواب

فیض الرحمٰن فیض کان اللہ لہ۔ ۱۰ رمضان ۱۴۰۲ھ